© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

غیر مسلموں میں دعوت کی حکمت

سوال : مجھے حصولِ تعلیم کے لیے بیرونِ ملک جانے کا موقع ملا ہے۔ یہاں غیر مسلموں سے بھی ملاقات رہتی ہے اور اسلام کی دعوت دینے کا موقع بھی میسر آتا ہے۔ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے تو مشترک بنیاد' یعنی توحید' رسالت اور آخرت پر بات ہو سکتی ہے لیکن دیگر مذاہب' مثلاً کسی ہندو کو دعوت دینا ہو جو اس کے قائل نہیں ہیں تو کیا حکمت پیش نظر رکھی جائے؟ قرآن و سنت سے رہنمائی فرما دیں۔

جواب : اس سوال کا تعلق بنیادی طور پر دعوت کی حکمت سے ہے۔ قرآن کریم نے سورۂ نحل (۱۲۵:۱۶) میں اس اصول کا تعین کر دیا کہ اللہ کے راستے کی طرف دعوت' یعنی اسلام کی دعوت حکمة اور موعظه حسنه سے دی جائے گی اور اگر نوبت بحث و تکرار کی آجائے' یعنی بات شدت اختیار کر جائے تو جدال بھی احسن طریقے سے ہوگا۔ گویا بھونڈے انداز میں مخاطب کو للکارنا' غیر ضروری مباحث میں الجھنا' اس کی تضحیک کرنا' طنز یا ذلت آمیز رویہ اختیار کرنا دعوت کا طریق نہیں ہے بلکہ عقلی اور سوچے سمجھے انداز میں بات کرنا ہوگی۔

دوسرا اصول سورۂ آل عمران (۶۴:۳) میں یہ بیان کر دیا گیا کہ اہلِ کتاب ہوں یا دیگر افراد' آغاز قدر مشترک سے کیا جائے گا' یعنی ان موضوعات پر بات کی جائے جن میں بظاہر بنیادی اختلاف نہ پایا جاتا ہو۔ اسلام کے قرنِ اول میں یہ مشترک بنیاد توحید' یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو خالق' مالک اور رب ماننا اور ساتھ ہی اخلاقی طرزِ عمل کو اختیار کرنا تاکہ آخرت میں حساب کتاب میں آسانی ہو' قرار دی گئی۔ ان دو بنیادوں کو بیان کرنے سے قرآن کریم کا مدعا یہ نظر آتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ رسالت جو دین کے تین بنیادی عقائد میں سے ہے‘ ممکن ہے مختلف فیہ ہو کیونکہ عموماً ایک عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو‘ ایک یہودی حضرت موسیٰؑ کو یا حضرت داؤدؑ اور حضرت یعقوبؑ کو اپنا قائد مانے گا لیکن خالق کائنات اور انسانی اعمال کی جواب دہی کا منکر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ان دو موضوعات کو دعوت دین کی حکمت سمجھانے کے لیے بطور مثال بیان کر دیا گیا۔

آج کے دور میں ان کے علاوہ اور بہت سے مسائل (issues) ایسے ہیں جن سے بات کا آغاز ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی جان کی حرمت‘ خواتین پر جبر و تشدد‘ معاشی اور اخلاقی زوال کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات اور جس مذہب سے مخاطب کا تعلق ہو اس کے مذہب میں ان مسائل کے بارے میں موقف۔

ایک مرتبہ جب گفتگو کا آغاز ہو جائے تو زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ مخاطب کو پڑھنے کے لیے اسلام کے بعض پہلوؤں پر لکھے گئے آسان اور مدلل کتابچے دیے جائیں۔ موٹی موٹی کتابوں کے دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر مخاطب دل چسپی کا اظہار کرے تو قرآن کریم کا کوئی آسان ترجمہ‘ مثلاً انگریزی میں محمد اسد کا ترجمہ‘ عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ‘ یا مولانا عبدالماجد دریابادی کا ترجمہ دیا جائے۔ ایسے ہی اسلامک فاؤنڈیشن کی طبع کردہ Qur'an Basic Teachings جس میں بعض عنوانات پر قرآن کریم کی آیات مع ترجمہ مرتب کی گئی ہیں‘ دی جاسکتی ہے۔ اس طرح مخاطب کو قرآن کریم کو پڑھنے کا موقع ملے گا۔ اس پورے عمل میں کوشش کیجیے کہ مخاطب مطالعہ کے دوران سوالات اٹھائے جن پر آپ بھی بطور طالب علم غور کریں اور اُس سے یہی بات کہیں کہ ہم مل کر ان سوالات کا جواب تلاش کرتے ہیں۔ کسی بھی انسان کے لیے ممکن نہیں ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ میں اٹھنے والے ہر سوال کا جواب اس کے پاس پہلے سے تیار ہو لیکن مجھے یقین ہے جب آپ اس طرح مطالعہ کریں گے اور کرائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی حکمتیں آپ پر خود کھولنی شروع کر دے گا۔

کسی ہندو یا عیسائی یا کسی بھی فرد کو مسلمان کرنا ایک ایسے دور میں جب مسلمان خود اسلام پر کم عمل کرتے ہیں‘ آسان نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے اخلاصِ نیت کی قدر کرتے ہوئے ایسے بہت سے کام آسان کر دیتا ہے اس لیے اگر آپ خلوصِ نیت سے کوشش کریں گے تو یہ کام بہت

© rasailojaraid.com